سوال

(50)بیس رکعات تراویح پڑھ کر آٹھ کو سنت اور باقی نوافل سمجھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی حافظ قرآن اہل حدیث بیس رکعات تراویح پڑھاوے اوربیس رکعات کوسنت نبوی سمجھے اوربقیہ رکعات کو نوافل خیال کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ کیا بیس رکعات تراویح پڑھنا یاپڑھانا بدعت عمری ہے؟ حالاں کہ ایک روایت مرفوع ضعیف بروایت ابن عباس بیہقی وطبرانی وابن ابی شیبہ بایں الفاظ ائی ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر (نصب الرایہ2/153)ونیزبیس رکعات تراویح پر تعامل صحابہ وتابعین بھی ہے: عن السائب بن یزیدقال: کنا نقوم فی زمن عمر بن الخاب بعشرین رکعۃ والوتررواہ البیہقی فی المعرفۃقال النووی فی الخلاصۃ: اسناد صحیح (نصب الرایہ2/154)

اور مولوی عبدالحق لکھنوی حنفی عمدۃالرعایہ1/233میں لکھتےہیں:

نعم ثبت اہتمام الصحابۃ علی عشرین فی عہد عمر وعثمان وعلی فمن بعدہم اخرجہ مالک وابن سعد والبیہقی وغیرہم وما واظبت علیہ الخلفاء فلاوتشریعا ایضا سنۃ،بحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدیۃ اخرجہ ابوداود

اور مقلدین اربعہ حرمین شریفین کابھی اس پر عمل ہے۔پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا یاپڑھانا آٹھ رکعات کو مسنون سمجھتے ہوئے درست ہے یا نہیں؟اوراس کوبدعت عمری کہنا کیسا ہے؟اوریہ اثر عمری سندا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آٹھ رکعت تراویح کوسنت نبوی سمجھ کرپڑھ لینے کے بعدرات کے حصہ میں بطور نفل کے مزیداجروثواب کےلیے کچھ اوررکعتیں اداکرنا منع نہیں ہے۔چنانچہ بعض سلف سے40اور بعض سے38اور بعض سے34اور بعض سے28اوربعض سے24اوربعض سے20تک پڑھنا منقول ہے۔لیکن سنت نبوی صرف آٹھ رکعت ہے۔اس سے زیادہ اباحت اورجواز محض کے درجہ میں ہے۔کسی اہل حدیث حنفیوں کی طرح مسلسل20رکعت تراویح پڑھنا اوریہ خیال کرلینا کہ8رکعت تراویح مسنونہ ہوئیں اوربقیہ نفل میرے نزدیک ٹھیک نیں ہے۔مقلدین20رکعت کوجونہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری سنت سمجھتے ہیں اوراس کاالتزام کرتے ہیں اور8رکعت پراکتفا کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔اس طرح20رکعت تراویح مقلدین کاشعار ہوگئی ہے پس مقلدین کی طرح مسلسل20رکعت پڑھنے سے ان کے شعار کو جوایک غیر مسنون چیز ہے تقویت ہوگی اورسنت نبوی سے اعراض اوراس کے ترک کی موہم ہوگی۔ونیزیہ طریق کا مداہنت سے خالی نہیں۔ایسی صورت اغلباوہیں پیش آتی ہے جہاں مقتدی عام طور پر حنفی ہوں اوردوایک اہل حدیث

یا تراویح پڑھانے والا حافظ اہل حدیث ہوتا ہے اور مصلیان مسجد حنفی۔ پہلی صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اہل حدیث 20 رکعت اس لئے پڑھتا ہے کہ حنفیوں کی مخالفت کے طعن و تشنیع سے محفوظ رہے۔ اور دوسری صورت میں اہل حدیث حافظ 20 رکعت اس لئے پڑھاتا ہے کہ حنفی ہوش رہیں اور اس کو تراویح پڑھانے کی مشروط غیر مشروط اجر مل جائے۔ کلتا الصورتین قبیحۃ عندنا بل لا یجوز عندنا بل لا یجوز عندنا أخذ الاجرۃ علی التراویح

آپ کی پیش کردہ مرفوع روایت باتفاق امت سخت ضعیف بالکل ناقابل اعتماد ہے ملاحظہ ہو نصب الرایۃ للزیلعی الحنفی وفتح القدیر لابن الہمام الحنفی وعمدۃ القاري للعینی الحنفی والعرف الشذی للشیخ محمد انور الکشمیری الحنفی وغیرہما من تصانیف الحنفیہ پس آں حضرت ﷺ کی طرف سے 20 رکعت تراویح پڑھنے کی نسبت غلط اور باطل ہے۔ اسی لئے مولوی انورشاہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں: ولا مناص من تسلیم أن تراویحہ علیہ السلام کانت ثمان رکعات (العرف الشذی 2/234)

مولوی عبدالحئی صاحب کی طرح دوسرے حنفی علمانے بھی اس بات کا دعوی کیا ہے کہ 20 رکعت پر حضرت عمر دوسرے صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے اور چوں کہ آپ ﷺ نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرمایا ہے اس لیے 20 رکعت پڑھنے کا گویا آپ ﷺ نے حکم دیدیا۔ ملاحظہ ہو: طحطاوی علی المراقی ما ثبت بالسنۃ کشف الغمۃ عمدۃ القاری وغیرہ اور اسی ادعاء اجماع وتعامل صحابہ کی آڑے لے کر بعض مقلدین نہ یہ کہدیا ہے کہ حدیث مرفوع مذکور فی السوال اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہوگئی۔ ملاحظہ ہو: اوجز المسالک والکوکب الدری وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ (سنت نبوی 8 رکعت کے مقابلہ میں) حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی وغیرہ سے بیس رکعت کے متعلق جتنی روایتیں مقلدین نے اب تک ڈھونڈھ کر پیش کی ہیں ان میں سے کوئی سند صحیح نہیں۔ سب کی سب مجروح ہیں (ہر ایک اثر اور روایت پر مفصل کلام وجرح تحفۃ الاحوذی (2/74/75/76) میں ملاحظہ کیجئے) چنانچہ آپ کا پیش کردہ اثر اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ بیہقی نے اس کو دو سند سے روایت کیا ہے۔ ایک سند میں دو (ابو عثمان عمرو بن عبداللہ البصری وابوطاہر الفقیہ) ایسے روای ہیں جن کے متعلق کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسے ہیں؟۔ اور دوسری سند میں امام بیہقی کے شیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری ہیں اور ان کا حال بھی معلوم نہیں۔ اور یہ اثر اس لئے بھی غیر محفوظ ہے کہ یہ موطا مالک (247 ص:85) سنن سعید بن منصور قیام اللیل لابی نصر (ص: 157) کا اوس صحیح محفوظ روایت کے معارض ہے جس میں سائب بن یزید صحابی کہتے ہیں کہ: حضرت عمر کے زمانہ میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھتے تھے اور یہ کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو مع وتر گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

اور جب 20 رکعت والے تمام آثار مجروع وضعیف ہیں اور حضرت عمر کے زمانہ میں ان کے حکم سے بجائے 20 رکعت کے صحابہ کا صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے و نیز تراویح کی رکعتوں کے بارے میں سلف کا مختلف عمل تھا (کما تقدم) یہاں تک کہ جنگ حرہ سے پہلے ایک سو سے زائد برسوں تک مدینہ والوں کا عمل 37 پر رہا۔ تو 20 صحابہ پر وتابعین کا اجماع اور عمل و مواظبت کا دعوی غلط اور باطن نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جب خلفاء راشدین وصحابہ کا 20 پر تعامل ثابت نہیں تو مزعومہ تعامل واجماع و مواظبت کے ذریعہ حدیث ضعیف کی تقویت وتائید کا ظن فاسد بھی ختم ہوگیا۔ اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے مان لیں کہ 20 رکعت تراویح حضرت عمر کی سنت ہے اور یہ کہ اس پر ان کے زمانہ میں لوگوں کا عمل تھا تو سنت تھا تو سنت نبوی عمری کو ترجیح دینا یعنی: نبی معصوم ﷺ کے عمل کو چھوڑ کر عمل صحابہ لے لینا کونسی فقاہت ہے؟۔

ہمارے لیے شریعت وقانون صرف وحی جلی (قرآن) وحی خفی (حدیث) ہے جس کا مرجع الہی ہے۔ صحابہ کو تشریع کا منصب حاصل نہیں اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں سنت الخلفاء سے مراد خلفاء کی وہ سنت ہے جس کا منشاء واصل سنت نبوی میں موجود ہو۔

اور جب 20 رکعت تراویح نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری نہ معمول صحابہ وتابعین حرمین شریفین بلکہ دنیا بھر کے مقلدین کا 20 پر عمل ہماری نظر میں کیا وقعت رکھے گا

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2 ۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 154

محدث فتویٰ